REGO No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ — ربوہ

یوم سہ شنبہ — ۲۸ جمادی الاول ۱۳۷۶ھ

فی پرچہ ۱/-

جلد ۴۶/۱۱ — یکم صلح ۱۳۳۶ ہش — یکم جنوری ۱۹۵۷ء — نمبر ۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۳۱ دسمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

—— ربوہ ۳۱ دسمبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ اعصابی بے چینی کی وجہ سے کل رات کا اکثر حصہ بے خوابی میں گزرا۔ دانت میں ابھی کچھ تکلیف چل رہی ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بصیرت افروز تقریر

اگر تم خلافتِ حقہ اسلامیہ کے مناسب حال عمل کرتے رہے تو یہ عظیم الشان نعمت تمہیں قیامت تک حاصل رہے گی

اس نعمت کی قدر کرو اور اس کے جھنڈے تلے جمع ہو کر ساری دنیا کو فتح کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالو

ربوہ ۲۷ دسمبر۔ آج ۱/۲ ۱ بجے بعد دوپہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ اور پھر مسئلہ خلافت پر ایک نہایت جامع اور پُر معارف تقریر فرمائی۔ جس کے دوران فضا بار بار اللہ اکبر اسلام زندہ باد احمدیت زندہ باد اور حضرت فضل عمر زندہ باد کے نعروں سے گونجتی رہی۔ تقریر سے قبل ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ اور محمد احمد صاحب انور حیدر آبادی نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا (یہ کلام الفضل کی گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

اہم شہادتیں

تقریر کی ابتدا میں حضور کے ارشاد پر مندرجہ ذیل اصحاب نے فتنہ منافقین کے متعلق اپنی اہم شہادتیں پڑھ کر سنائیں۔

(۱) صاحبزادہ مرزا عمر صاحب مولوی فاضل (۲) ملک صاحب خان صاحب نون ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر (۳) مولوی محمد احمد صاحب جلیل (۴) عبدالرحیم صاحب پراچہ (۵) غلام غوث صاحب ہیڈ کلرک میونسپل کمیٹی ربوہ (۶) بابو احمد جان صاحب وکیل المال تحریک جدید ربوہ (۷) چوہدری ظہور احمد صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

میری آج کی تقریر بالعموم علمی مسائل پر ہوتی ہے۔ مگر اس دفعہ مجھے ایک خاص موضوع چننا پڑا ہے جس کا موجودہ حالات میں بیان کرنا ضروری ہے۔ یعنی مسئلہ خلافت۔ اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ (۱) خلافت حقہ اسلامیہ (۲) نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر۔ جب میں اس مضمون کے نوٹ لکھنے لگا تو اس کی اتنی تفصیلات سامنے آگئیں۔ کہ میں حیران ہو گیا۔ کہ موجودہ بیماری کی حالت میں میں کس طرح ان سب کو بیان کر سکوں گا۔ بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ میں صرف اپنے نوٹ پڑھ کر سنا دوں۔ لیکن چونکہ دوست دور دور سے سال کے بعد یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اس لئے میں نے یہی مناسب سمجھا ہے کہ جس حد تک اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ احباب تک میری زبان سے یہ مضمون پہنچ جائے۔

آیت استخلاف

اس کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ ... الخ

اور پھر فرمایا۔ تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس آیت کا تعلق خلافت اسلامیہ سے ہے۔ صحابہ کرام اور خلفائے راشدین نے بھی اس آیت کو خلافت کے متعلق سمجھا ہے۔ پھر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی خلافت اسلامیہ پر ہی اسے چسپاں فرمایا ہے۔ اس آیت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے وعد اللہ الذین اٰمنوا کہہ کر جن لوگوں کو مخاطب کیا ہے۔ ان سے مراد ایمان بالخلافت رکھنے والے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ مسلمانو جو خلافت حقہ اسلامیہ پر ایمان رکھتے ہو اسے قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہو۔ اور اس کے مناسب حال عمل کرتے ہو۔ ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں زمین میں اسی طرح خلیفہ بنا دیا کریں گے۔ جس طرح تم سے پہلے گزرنے والے لوگوں کو ہم نے خلیفہ بنایا تھا۔ یعنی ہم تم میں بھی پہلوں کی طرح خلافت جاری کریں گے۔ لیکن ہم تم سے یہ امید رکھتے ہیں کہ تم ہمیشہ توحید کو قائم کرو گے۔ یعنی مشرک مذاہب کی تردید اور اسلام کی تبلیغ کرتے رہو گے۔ اگر تم نے میری یہ امید پوری نہ کی۔ تو تم پر خلافت بھی نہ رہے گی۔ لیکن یاد رکھو کہ اس صورت میں مجھ پر وعدہ خلافی کا الزام نہیں آئے گا۔ کیونکہ قیام خلافت ایک پیشگوئی نہیں ہے بلکہ میرا ایک وعدہ ہے۔ جو اس شرط کے ساتھ مشروط ہے۔ کہ تم خلافت حقہ اسلامیہ کے مناسب حال عمل بھی کرو گے۔ اگر تم نے یہ شرط پوری نہ کی۔ تو میرا وعدہ بھی پورا نہ ہوگا۔ اس صورت میں خلافت کی نعمت تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اور تم مومن بالخلافت نہیں رہو گے۔ بلکہ کافر بالخلافت ہو کر میرے بھی باغی ہو جاؤ گے۔

خلافت کے دو دور

حضور اقدس نے خلافت موسویہ کے دو حصوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا موسوی خلافت کی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے بھی دو دور مقدر تھے۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ میرے بعد خلافت ہوگی۔ پھر ظالم بادشاہ ہوں گے۔ پھر جابر حکومتیں ہوں گی۔ اور اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے خلافت راشدہ قائم ہوئی

(باقی صفحہ پر)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل بی

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ یکم جنوری ۱۹۵۷ء

آفتاب آمد دلیل آفتاب

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے جلسہ سالانہ اپنی پوری روایات کے ساتھ بخیر و خوبی مقررہ تاریخوں میں اختتام پذیر ہوا۔ اور جیسا کہ توقع تھی شمولیت کرنے والوں کی تعداد پہلے سے بہت زیادہ تھی۔ جیسا کہ ناظرین کو الفضل میں شائع شدہ روئداد سے معلوم ہو چکا ہے اس سال پہلے سے تقریباً ڈیڑھ گنا تعداد میں احباب نے شمولیت فرمائی۔

یاد رہے کہ ہمارے جلسہ میں شمولیت کرنے والوں اور عام سیاسی یا دینی جلسوں میں شامل ہونے والوں میں ایک بنیادی امتیاز ہے اور وہ یہ ہے کہ جو کانفرنسیں یا جلسے دوسری جماعتیں منعقد کرتی ہیں وہ عموماً کسی بڑے شہر میں ہوتے ہیں جہاں حاضرین وقتی طور پر محض تفریح کے لئے بھی جمع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اگر لاہور میں کوئی جماعت اپنا جلسہ منعقد کرتی ہے تو چونکہ لاہور ایک بہت بڑا شہر ہے باہر سے آنے والوں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہوتی۔ اکثر راہ چلتے لوگ محض تفنن کے پیش نظر جمع ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارا مشاہدہ ہے کہ بڑے سے بڑے جلسے میں خاص کر لاہور میں بھی اتنی تعداد کبھی جمع نہیں ہوئی جتنی کہ ربوہ جیسی ایک معمولی بستی میں جمع ہوتی ہے۔

اس طرح ہمارے جلسے میں شامل ہونے والے نہ صرف تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں بلکہ ذہنی کیفیت کے نقطۂ نظر سے بھی عام جلسوں کے حاضرین سے ممتاز ہوتے ہیں۔ یہاں جو لوگ آتے ہیں وہ پہلے سے ہی خاص اہتمام اور خاص مقاصد کو سامنے رکھ کر آتے ہیں۔ اکثر پورے کنبوں کے کنبے آتے ہیں اور اکثر جلسہ کے دنوں سے بہت پہلے تشریف لے آتے ہیں۔ امسال تو شروع دسمبر سے ہی آمد شروع ہو گئی تھی بیس دسمبر تک ہی کافی تعداد میں لوگ آ چکے تھے۔ ۲۴ دسمبر تک نصف سے زیادہ احباب ربوہ میں پہنچ چکے تھے اور ہر طرف چہل پہل ہونے لگی تھی۔

جیسا کہ احباب گزشتہ شائع شدہ روئداد سے معلوم ہوگا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی افتتاحی تقریر اور دعا میں شامل ہونے والوں کی تعداد ۲۷ ہزار تھی۔ یعنی اس سے پہلے جلسہ کی اس روز کی تعداد سے تقریباً آٹھ نو ہزار افراد زیادہ تھے۔

الغرض ہمارا یہ جلسہ ایک زندہ اور بولتا ہوا جواب تھا ان لوگوں کے لئے جو کچھ مدت سے یہ پراپیگنڈا کر رہے تھے کہ جماعت نعوذ باللہ اپنے خلیفہ سے باغی ہو گئی ہے۔ یقیناً ان لوگوں کے جاسوس بھی آئے ہوں گے وہ نہ صرف مایوس ہو کر واپس گئے ہوں گے بلکہ اس تاثر کے ساتھ واپس گئے ہوں گے کہ جماعت پہلے سے زیادہ ٹھوس۔ پہلے سے زیادہ مضبوط۔ پہلے سے زیادہ مربوط اور پہلے سے زیادہ پُرجوش ہے اور اس کام کے سرانجام دینے کے لئے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو کھڑا کیا ہے پہلے سے بہت زیادہ پُرعزم ہے۔

یہ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کی طرح درخشندہ جواب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے فضل سے یہ جواب بطور اپنے نشان کے مہیا کیا۔ تاکہ اچھی طرح واضح ہو جائے کہ یہ اسی کی کھڑی کی ہوئی جماعت ہے اور وہی اس کی پشت و پناہ ہے اور جس قدر اس کو مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے یہ اسی قدر زیادہ ترقی کرتی ہے۔

اس جلسہ کو دیکھنے کے بعد دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ختم ہونا تو کیا جیسا کہ بعض لوگ پراپیگنڈا کرتے رہے ہیں دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے کی اہل ہوتی جا رہی ہے اور اپنے امام کے ساتھ (نعوذ باللہ) بغاوت نہیں بلکہ اس کے عین برخلاف زیادہ سے زیادہ وفاداری۔ محبت اور اشتیاق میں بڑھتی جا رہی ہے اور اس کی رہنمائی میں آگے آگے قدم مار رہی ہے۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

اعلان
بابت فروختگی مزید سو کنال اراضی

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۸/۱۲/۵۶ کو سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو سو کنال زمین کالج کے جنوب میں بحساب چار سو روپے کنال فروخت کرنے کا اعلان فرمایا تھا وہ مخلصین جماعت نے دو گھنٹے کے اندر ہی ادائیگی بصورت نقد و چیک دے کر ریزرو کرا لی تھی بلکہ مزید رقوم بھی بطور پیشگی جمع ہوئی ہیں۔ لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ اسی نرخ چار سو روپے کنال میں مزید سو کنال زمین ریزرو کی جائے گی جو ادائیگی رقوم کے لحاظ سے ریکارڈ ہوگی۔ اس کے مطابق احباب زمین ریزرو کرا سکتے ہیں اور روپیہ کے ساتھ درخواست بھی دینی ضروری ہے۔

سیکرٹری کمیٹی آبادی ربوہ

جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تقریر

(بقیہ صفحہ اول)

جو اپنی ظاہری شکل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہو گئی۔ پھر ظالم مسلمان بادشاہوں کا دور آیا اس کے بعد غیر اقوام حاکم ہو گئیں جو جابر حکومتیں تھیں اور بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم فرمائی اگر آیت استخلاف کی شرائط کو مسیح موعود کی جماعت نے پورا کیا تو انشاء اللہ یہ خلافت قیامت تک جاری رہے گی اور چونکہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے ہر لحاظ سے افضل ہے اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ انشاء اللہ محمدی مسیح کی خلافت ان غلطیوں سے بچی رہے گی۔ جن غلطیوں کی مرتکب عیسوی خلافت ہوئی۔ عیسوی خلافت نے مسیح کو خدا بنا کر توحید پر حملہ کیا اور خود اپنے مذہب پر تبر رکھ دیا۔ لیکن محمدی مسیح کی خلافت انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت گذار رہے گی اور توحید کی علمبردار رہے گی اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے الہام طور پر یہ الہام فرمایا کہ

خُذُوا التَّوْحِیْدَ خُذُوا التَّوْحِیْدَ یَا اَبْنَاءَ الْفَارِسِ

یعنی اے مسیح موعود کی جسمانی اور روحانی اولاد! توحید کو مضبوطی سے پکڑے رکھیو تاکہ تم میں نعمت خلافت جاری رہے۔ (باقی)

ولادت

مکرم شیخ جمیل احمد صاحب رشید (آف جمیل جی برادرز ملتان چھاؤنی) کو اللہ تعالیٰ نے پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم شیخ مسعود احمد رشید صاحب ریٹائرڈ ایس ای کینال کا پوتا اور خانصاحب شیخ محمد عبد اللہ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر انڈسٹریز کا نواسہ ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام محمود احمد رشید تجویز فرمایا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے دینی و دنیاوی برکات سے متمتع کرے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

ذکرِ حبیب علیہ السلام

مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۲ء کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر حضرت مرزا شریف احمد صاحب نے ذکر حبیبؑ کے موضوع پر جو تقریر فرمائی۔ وہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے۔

میرا آج کا مضمون "ذکر حبیبؑ" کے عنوان پر ہے۔ جس کا مقصد سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت و سوانح میں سے وقت کی رعایت کے ساتھ چند ایسے امور حاضرین کے سامنے پیش کرنا ہے۔ جن سے حضور کے اخلاق و اطوار اور حضور کی پاک و نیک سیرت کی ایک جھلک اس رنگ میں دوستوں کے سامنے آسکے کہ جس سے نہ صرف حضور کی پاکیزہ زندگی کا مختصر سا نقشہ ان کے ذہنوں میں آجائے۔ اور وہ جان لیں کہ وہ وجود کس طرح اس دنیا میں رہ کر اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا اور اس کی اشاعت میں مصروف رہا۔ اور آخرکار اپنے پیشوا و مقتدا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کے دین کی نئی زندگی کا باعث بنا۔ بلکہ خود اس پاک ذکر سے ان کے دلوں میں بھی ایک ایسی نیک اور پاک تبدیلی پیدا ہونی شروع ہو جائے۔ کہ وہ اور ان کے بعد ان کی اولاد در اولاد ایمان اور اخلاص کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے۔ اور ان کی اپنی زندگیاں اسلامی تعلیم کے سانچے میں اس طرح ڈھل جائیں۔ کہ ان کا اٹھنا۔ بیٹھنا چلنا۔ پھرنا۔ سونا جاگنا۔ غرضیکہ ان کا ہر قول و فعل اسلامی شریعت کی عملی تفسیر اور زندہ تصویر بن جائے۔

دنیا میں عام دستور ہے کہ کسی بڑے شخص یا کسی فوت شدہ شخص کے حالات اس لئے بیان کئے جاتے ہیں کہ لوگ ان پر یا تو واہ واہ کرلیں اور یا جذبات میں خوشی یا رنج کے چند آنسو بہا لیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کا تذکرہ اپنے اندر کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔ حقیقی فائدہ بھی ہوتا ہے۔ کہ انسان یا تو اس خیال سے کسی شخص کے حالات کو سنے کہ اس نے اپنی زندگی میں جن ارادوں کا اظہار کیا تھا یا جو دعوے کئے تھے ان میں کس قدر کامیاب یا سچا ثابت ہوا۔ اور اس کی زندگی اس کے اپنے بیان کردہ نظریات کے کس قدر مطابق تھی۔ اور یا پھر اس نقطۂ نگاہ سے دیکھے۔ کہ اگر وہ انسان صادق اور راستباز انسان تھا۔ تو پھر جس رنگ میں اس نے کامیابی حاصل کی اور صداقت کا اظہار کر کے اپنے مقاصد کو حاصل کیا۔ اسی کے اسوہ اور نمونہ کو اختیار کیا جائے۔ اور اس کی زندگی کے واقعات کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا جائے۔

ہمارے اس جلسہ میں یقیناً بعض ایسے دوست بھی موجود ہوں گے۔ جو احمدیت میں داخل نہیں اور انہیں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کی ذات پر وہ اعتقاد نہیں جو احمدی حضرات کو ہے۔ اگر وہ اس ذکر کو اس خیال سے سنیں گے۔ کہ اس طرح وہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی کا جائزہ لے سکیں اور پرکھ سکیں۔ کہ ان کی زندگی اسلام کی تعلیم اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے کس حد تک مطابقت رکھتی تھی۔ تو یقیناً انہیں اس سے حقیقی روحانی فائدہ ہوگا اور اگر وہ خلوص دل سے تحقیق حق کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ اس ذکر سے بھی ان کے دلوں کو کھولے گا۔ اسی طرح جو دوست احمدی ہیں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر سچا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کو اپنے دعووں میں سچا اور صادق یقین کرتے ہیں۔ وہ ان حالات کو اگر اس نقطۂ سے سنیں گے کہ انہی امور کو انہوں نے اپنی زندگیوں میں اختیار کرنا ہے۔ اور اس کے مطابق اللہ اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی منزل کی طرف بڑھنا ہے۔ تو یہی چیز ان کی روحانیت اور ایمان کو جلا بخش سکتی ہے۔ اور ان کے لئے صحیح معنوں میں فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔

اگر محض جذبات میں آکر ہم نے چند باتیں سن لیں یا ایک وقتی اور عارضی سا جوش بھی دلوں میں پیدا ہو گیا۔ تو یہ کسی حقیقی اور مستقل فائدہ کا موجب نہ ہوگا۔

میں دوستوں سے درخواست کروں گا۔ کہ اگر وہ اس مضمون کو سنتے وقت ان امور کو ملحوظ رکھیں۔ اور اپنے دلوں کو اس غرض کے لئے تیار اور مستعد کریں کہ اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ اور مامور نے جس رنگ میں اپنی زندگی ہمارے سامنے گزاری ہے۔ اسی کے مطابق ہم نے اپنے اندر نیک اور پاک تبدیلی پیدا کرنا ہے اور درحقیقت اس عنوان اور اس تقریر کا واحد مقصد صرف اور صرف یہی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو حضور اپنے مولا سے حقیقی سے جا ملے۔ حضور کی یہ ۷۶ سالہ زندگی درحقیقت قرآن مجید کی ایک عملی تفسیر تھی۔ سوتے جاگتے۔ اٹھتے۔ بیٹھتے چلتے۔ پھرتے۔ کھاتے۔ پیتے۔ غصہ میں یا خوشی میں۔ غرض ہر حالت میں حضور نے ہمیشہ اسلام اور قرآن مجید کی تعلیم کو ملحوظ رکھا۔ اور اپنی زندگی کو ان عظیم ذمہ واریوں کے مطابق گزارا جو دین اسلام کے احیاء کی شکل میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کے کندھوں پر ڈالی گئی تھیں۔ آپ کی زندگی میں تصنع اور تکلف نام تک کو نہیں تھا۔ بلکہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ کان خلقہ القراٰن کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مبارکہ مجسم قرآن ہی تھے۔ حضور کے خادم اور غلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی اپنے محبوب پیشوا کی اتباع میں اسی رنگ میں زندگی گزاری اور قرآن مجید کی عملی تفسیر پیش کر دی جس طرح کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں یہ چیز قطعاً قطعاً کسی تکلف یا بناوٹ کے نتیجہ میں نہیں تھی۔ بلکہ خود خدا تعالےٰ نے حضور کی دستگیری فرمائی۔ اور حضور کی زندگی کو اس راستے پر ڈالا جس پر وہ اس سے پہلے دوسرے نبیوں اور نبیوں کے سردار سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو چلا چکا تھا۔

دعوے ماموریت سے پہلے جو حضور نے زندگی گزاری وہ اس قدر پاک بے عیب اور بے داغ تھی کہ ہر دشمن اور ہر دوست اسیر گواہ ہے۔ رجوع الی اللہ اور دنیوی علائق سے بے رغبتی اس حد تک تھی کہ قادیان اور

چندہ حرمت مقدس مقامات کو یاد رکھیں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

قادیان کے مقدس مقامات کو گزشتہ بارشوں اور سیم وغیرہ کی وجہ سے جو نقصان پہونچا ہے۔ اس کے پیش نظر الفضل میں متعدد مرتبہ تحریک شائع ہو چکی ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی اس کام کی اہمیت کے پیش نظر اس مد میں ایک ہزار روپیہ کا گراں قدر چندہ عنایت فرمایا ہے۔ دوسرے احباب بھی حسب توفیق اس ضروری اور مبارک تحریک میں حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔ یہ ایک اہم قومی فریضہ ہے۔

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد

دفتر حفاظت مرکز ہند ربوہ

مضافات قادیان کے ہندو سکھ اور دوسرے سبھی لوگ آپ کو خلوت نشین خدا کا بزرگ سمجھتے تھے۔ اسی عالم میں آپ نے اپنے دوستوں سے۔ اپنے رشتہ داروں سے۔ اپنے ملنے والوں سے جس قسم کے تعلقات رکھے اور جو حسن سلوک کیا وہ خود اپنی ذات میں اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جن گران بار ذمہ داریوں کے لئے بعد میں آپ کو کھڑا کیا۔ ابتداء میں ہی خدا کی مشیت آپ کے جسم و جان اور اخلاق و عادات کو اس غرض کے لئے تیار کر رہی تھی۔

دعویٔ ماموریت کے بعد حضور نے اپنے فرائض کو جس طرح نبھایا اور دینِ اسلام کی جس رنگ میں خدمت کی اس کا زبانی اور تحریری اعتراف ہزاروں اور لاکھوں دوستوں اور دشمنوں نے کیا۔ اور اس کا عملی اقرار خود آپ لوگوں کا وجود ہے۔ جو اس جگہ آج دور دراز سے صرف اسلئے جمع ہوئے ہیں کہ خدا کے اس مامور کے لائے ہوئے مشن کی بڑھتی ہوئی ترقی کو دیکھیں اور خدا کا شکر ادا کریں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض اور آپ کی آمد کا مقصد قرآن مجید اور احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق دینِ اسلام کی خدمت اور اشاعت تھی۔ خود آپ کا الہام ہے کہ یحی الدین ویقیم الشریعۃ۔ ایسے عظیم الشان مقصد کی تکمیل کے لئے جس قسم کے جذبہ اور اخلاص اور ہمت و عزم کی ضرورت تھی اللہ تعالےٰ نے پوری فراخی سے آپ کو عطا کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی ذات پر توکل اور اسکے فضل سے اپنی کامیابی پر یقین حضور کو اس قدر تھا کہ دنیا کا بڑے سے بڑا پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا تھا۔ لیکن حضور کے یقین اور استقامت میں کوئی فرق نہیں آ سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الٰہی بشارت اور خدا تعالےٰ کے وعدوں پر جس قدر یقین اور وثوق تھا۔ اس کا موٹا سا اندازہ حضور کی کتاب "تجلیاتِ الٰہیہ" کے اس اقتباس سے ہو سکتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جائے وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے۔ ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا جو خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے۔ اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر ہے"

جس پیغام کو لے کر حضور آئے تھے۔ اس کی کامیابی کے متعلق جس قسم کا وثوق اور اس سلسلہ میں اللہ تعالےٰ کی ذات پر توکل حضور کو تھا وہ حضور کے اس سادہ سے اردو شعر سے بڑی وضاحت سے عیاں ہے۔ حضور فرماتے ہیں

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

حضور کا یہ جذبۂ توکل اور یقین اس حد تک تھا کہ بعض دفعہ اپنی پیشگوئیوں کا ذکر کر کے فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ وہ خدا کے منہ سے نکلی ہوئی ہیں اسلئے وہ ضرور پوری ہو کر رہیں گی۔ اور اگر وہ پوری نہ ہوں تو میں اس بات کے لئے تیار ہوں کہ مجھے مفتری قرار دے کر برسرِ عام پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا جائے گا۔ تاکہ میرا وجود دوسروں کے لئے عبرت کا باعث ہو۔

حضور کا یہ طرزِ عمل جہاں اس بات کی دلیل ہے کہ حضور کو اللہ تعالےٰ کے کلام پر کس قدر یقین تھا وہاں یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ حضور اپنے دعوے میں کس قدر صادق اور سچے تھے۔ ورنہ کوئی جھوٹا انسان ہرگز ہرگز یہ نہ کہہ سکتا کہ

اے قدیر و خالقِ ارض و سماء
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ مے داری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دیداستی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن من بدکار را
شاد کن این زمرۂ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوارِ من
دشمنم باش و تباہ کن کارِ من

اللہ تعالےٰ پر اس توکل کے جذبہ اور اس کے الہامات کی صداقت پر یقین کے علاوہ دوسری چیز جو حضور کی ساری زندگی میں جاری و ساری رہی اور جس نے حضور کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہمیشہ حضور کو سہارا دیئے رکھا۔ وہ رسول پاک سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی۔ اور وہ اصل میں یہی وہ خزینہ تھا جس سے ہو کر وہ محبتِ خدا کی بلند اور رفیع الشان منزل میں داخل ہوئے اور جس کے واسطہ سے ہی حضور نے فنافی اللہ کا مقام حاصل کیا

آپ کے دل میں رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ایک ایسا عظیم الشان محرک تھا۔ جس نے آپ کی خوابیدہ طاقتوں کو بیدار اور کمزور صلاحیتوں کو مضبوط اور طاقتور بنا دیا اور پھر جس کے نتیجے میں حضور نے خدمتِ اسلام کا وہ شاندار کام کیا جس نے "غلامانِ محمدؐ" میں سے آپ کو سب سے اعلےٰ اور نمایاں مقام عطا کر دیا

اپنی ایک اردو نظم میں حضور اسی جذبہ کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

حضور کی ایک فارسی نظم کے دو شعر ہیں

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
جانم فدا شود بر ہِ دینِ مصطفےٰ
اینست کامِ دل اگر آید میسرم

"یعنی خدا سے اتر کر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی شراب سے متوالا ہو رہا ہوں اور اگر یہ بات کفر میں داخل ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔ میرے دل کا واحد مقصد یہ ہے کہ میری جان محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کے رستے میں قربان ہو جائے خدا کرے کہ مجھے یہ مقصد حاصل ہو جائے۔

ایک اور جگہ حضور اپنے اسی عشق و محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمدؐ است

"یعنی میرے جان و دل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن خداداد پر قربان ہیں۔ اور میں آپ کی آل و عیال کے کوچہ کی خاک پر نثار ہوں۔ میں نے اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور ہوش کے کانوں سے سنا کہ ہر کون و مکان سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے جمال کی ندا آ رہی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں یہ تو وہ جذبات ہیں جن کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الفاظ میں فرمایا ہے۔ اور اس قسم کی سینکڑوں مثالیں حضور کی نظم و نثر میں اعلےٰ سے اعلےٰ رنگ میں جابجا ملتی ہیں۔ لیکن حضور کا یہ جذبۂ محبت محض الفاظ تک ہی محدود نہ تھا۔ بلکہ حضور کی عملی کیفیت بھی اس بات پر بڑی خوبی سے روشنی ڈالتی تھی کہ حضور کے قلبِ صافی میں اپنے آقا و مولا سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کس قدر محبت غیرت اور عشق کے جذبات موجزن ہوا کرتے تھے۔ حضور کی زندگی کا یہ بڑا ہی مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جب مشہور آریہ پنڈت لیکھرام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے متعلق سخت بدزبانی سے کام لیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تو آپ نے پنڈت لیکھرام کا سلام تک قبول کرنا پسند نہ کیا اور دوسری طرف منہ پھیر کر خاموش ہو گئے اور جب کسی ساتھی نے دوبارہ توجہ دلائی۔ تو غیرت اور غصہ کے الفاظ میں حضور نے فرمایا

"ہمارے آقا کو
گالیاں دیتا ہے اور
ہمیں سلام کہتا ہے!"

بظاہر یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسی برگزیدہ ہستی جس کا دوستوں اور دشمنوں سے انتہائی خوش اخلاقی کا سلوک تھا۔ ان کا یہ طرزِ عمل دراصل عشق و محبت کے اتھاہ سمندر پر روشنی ڈالتا ہے جو حضور کے دل میں اپنے آقا و مخدوم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی۔

اسی طرح مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ آریوں نے

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے

لاہور میں جلسہ کیا۔ جس میں ہندو۔ عیسائی اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ اس جلسہ کے متعلق آریوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کوئی بات ایسی نہیں کریں گے۔ جس سے دوسرے مذاہب والوں کی دل شکنی ہو۔ یا ان کے بزرگوں پر کسی قسم کا ناروا اعتراض ہو۔ بلکہ ہر بولنے والے کو کہا گیا تھا۔ کہ وہ صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے پر اکتفا کرے۔ اس دعوت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی قبول فرما لیا تھا۔ چنانچہ اس موقعہ پر حضور نے حضرت مولوی نور الدین صاحب رضؓ کو جو بعد میں آپ کے خلیفہ اول منتخب ہوئے تھے۔ وہاں بھجوایا۔ لیکن آریوں نے اپنے قدیم دستور کے ماتحت اپنے لیکچروں میں اسلام اور بانیٔ اسلامؐ کی ذات پر استہزاء مذاق اور ناروا اعتراضات شروع کر دیئے۔ اس موقعہ پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بھی موجود تھے۔ انہوں نے بیان فرمایا۔ کہ مجھے اس وقت خیال آیا۔ کہ میں اٹھ کر اس مجلس سے چلا جاؤں۔ لیکن چونکہ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ اس جگہ موجود تھے۔ اس لئے آپ نے ان کی موجودگی میں بطور خود اٹھ کر جانا مناسب خیال نہ کیا۔ جس وقت یہ قافلہ واپس قادیان پہنچا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس واقعہ کی خبر ملی۔ تو آپ کو اتنا غصہ اور رنج ہوا۔ کہ جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی تھی۔ آپ نے مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی سے فرمایا کہ وہ آیت پڑھیں۔ جس میں یہ ذکر ہے۔ کہ جب آیات اللہ پر تمسخر کیا جائے۔ تو وہاں سے اٹھ کر چلے آنا چاہیئے۔ چنانچہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی نے یہ آیت پڑھی۔

وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بھا ویستھزء بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ۔

اس پر حضور نے حضرت مولوی نور الدین صاحب رضؓ سے سخت خفگی کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ آپ اٹھ کر کیوں نہ آ گئے۔

یہ اس بات کی مثال ہے۔ کہ ایسا شخص جس کا مزاج دشمنوں کے لئے بھی حلم کا انتہائی درجہ رکھتا تھا۔ اور جس کو غصہ کبھی آتا ہی نہ تھا۔ وہ بھی اسلام کی تعلیم اور اسلام کے پاک نبی اور اس کے شعائر کی ہتک کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اور اگر ایسا فعل کسی معمولی سے رنگ میں بھی اپنے کسی عزیز سے عزیز مرید سے بھی سرزد ہوتا تھا . . . . . . تو وہ اس سے بھی سخت ناراضگی اور خفگی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہتے تھے۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو ہماری پہلی والدہ سے تھے۔ انہوں نے ابھی حضورؑ کی بیعت نہیں کی تھی۔ کہ مجھ سے ایک دن کہنے لگے کہ میرا یقین ہے۔ کہ والد صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جس قدر عشق اور محبت ہے۔ اس کی مثال نہ اس سے پہلے ملتی ہے۔ اور نہ اس کے بعد ہی ملے گی۔

مرزا سلطان احمد صاحب کا یہ تاثر اس وقت کا ہے۔ جب وہ ابھی احمدی بھی نہیں تھے۔ اور حضرت صاحبؑ کے دعاوی کے مؤید نہیں تھے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے حضور کی زندگی کا جو بغور جائزہ لیا تھا۔ اس میں اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ کہ حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشق ہیں۔

محبت الٰہی اور محبت رسولؐ کے بعد تیسرا نمایاں جذبہ جو حضورؑ کی ساری زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اور جو در اصل آپ کے مشن کی بنیاد کے طور پر رہا ہے۔ وہ "محبتِ قرآن کریم" ہے۔ قرآن کریم کی خدمت اور اشاعت ہی در اصل آپ کا مقصد تھا۔ اور اس مقصد کے حصول اور تکمیل کے لئے انتہائی محبت اور شغف جو اس کتاب الٰہی سے آپ کو ہونا چاہیئے تھا۔ آپ اس کے مالک تھے۔ آپ نے اپنی تحریرات میں سینکڑوں جگہ پر قرآن مجید کی جو تعریف کی ہے۔ اور اس کے معارف کو بیان فرمایا ہے۔ وہ بڑی ہی تفصیل طلب ہے۔ اور آپ لوگوں کو بھی احساس ہوگا۔ کہ اس تفصیل میں جانا اس وقت میرا کام نہیں ہے۔ البتہ جو جذبہ اس سلسلہ میں حضور کے دل میں تھا۔ اس کا معمولی سا اندازہ حضور کے صرف اسی ایک شعر سے ہو سکتا ہے کہ:-

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

عملاً قرآن مجید سے آپ کو کتنی محبت تھی۔ اور اس کا احترام آپ کے دل میں کس قدر تھا۔ اس کی مثال حضور کی زندگی کے اس معمولی سے واقعہ سے مل جاتی ہے۔ کہ حضورؑ کے چھوٹے صاحبزادے مرزا مبارک احمدؐ صاحب جو بچپن میں ہی الٰہی پیشگوئی کے مطابق وفات پا گئے تھے۔ اور حضورؑ ان سے بڑی محبت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بے خبری اور بے احتیاطی میں ان سے قرآن شریف کا صحیح احترام ملحوظ نہ رکھا گیا۔ وہ بھی یوں کہ ایک دفعہ حضرت ام المومنین رضؓ قرآن شریف پڑھ رہی تھیں۔ کہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب نے کوئی چیز مانگی۔ اور قرآن شریف کو ہاتھ سے ہٹانے کا اشارہ کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتنا شدید احساس ہوا۔ کہ یہ جاننے کے باوجود کہ ان کی دانست کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ اور یہ بہت ہی چھوٹی عمر کے ہیں۔ بڑی دیر تک حضور ان سے برہم رہے۔ اور شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اسی دن حضورؑ قادیان سے باہر کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ حضورؑ کا طریق تھا۔ کہ جب جاتے تو بچوں سے مل کر جاتے۔ لیکن اس ناراضگی کا اتنا اثر تھا۔ کہ حضور اس موقعہ پر مرزا مبارک احمدؐ صاحب کو دیکھ کر بھی نہیں گئے۔ ہمیں احساس تھا۔ کہ حضورؑ کی یہ ناراضگی صرف اور صرف اس لئے ہے۔ کہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب سے قرآن مجید کے متعلق یوں بے احتیاطی ہوئی ہے۔

اسی طرح مجھے یاد ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک بہت بڑی تقطیع کے قرآن شریف پر تلاوت فرما رہے تھے۔ اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے۔ اور ہر لفظ پر انگلی رکھتے تھے۔ گویا قرآن شریف کی تلاوت سے جہاں زبان اس کے پڑھنے کی برکت حاصل کر رہی ہے۔ اور آنکھوں کو یہ ثواب ہے۔ کہ وہ اسے دیکھ رہی ہیں۔ اور کان اسے سننے کا اجر پا رہے ہیں۔ وہاں انگلی اور ہاتھ بھی اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔

محبت الٰہی۔ محبت رسولؐ اور محبت کتاب الٰہی یہ تین جذبے ایسے تھے۔ جن پر در اصل حضورؑ کے سارے کاموں کی بنیاد تھی۔ گویا یہ ایک محور تھا۔ جس کے گرد حضورؑ کی ساری زندگی چکر لگاتی تھی۔ اسی کے ضمن میں حضور کا حلم۔ ملنساری۔ محنت و انہماک۔ استقلال و شجاعت۔ بیوی بچوں سے سلوک دوستوں سے تعلقات۔ دشمنوں سے برتاؤ۔ یہ اور اسی قسم کے دوسرے تمام اخلاق آتے ہیں۔ اس وقت تک حضورؑ کے جو حالات حضور کے زمانہ کے دوستوں کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ اور ہم لوگ انہیں سنتے ہیں۔ یا کتابوں میں منتقل ہو چکے ہیں۔ تو ہم انہیں پڑھتے ہیں۔ ان کا ایک ایک جزو میری اس بات کی تصدیق اور تائید کرتا ہے۔ (باقی)

جامعہ نصرت کے ٹیوب ویل کے لئے چندہ کی اپیل

(از محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ حرم رابع حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ)

میں تمام جماعت سے درخواست کرتی ہوں۔ کہ وہ اپنے تعلیمی ادارے جامعہ نصرت میں ٹیوب ویل کے لئے چندہ دے کر ممنون کریں۔

میں اپنی تمام قابل احترام بہنوں سے یہ اپیل کرتی ہوں۔ کہ وہ میری اس تحریک پر چندہ بھیج کر رسید حاصل کریں۔ اس وقت تک سب سے پہلے مری اور راولپنڈی کی پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ نے اور محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ کراچی نے اپنی رقوم بھجوائی ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ انشاء اللہ نام وار فہرست بھی عنقریب شائع کر دی جائے گی۔

درخواست ہائے دعاء

(۱) میرا لڑکا عزیز مسعود احمدؐ عرصہ تین ماہ سے بعارضہ کھانسی بیمار ہے۔ اور راولپنڈی میں زیر علاج ہے۔ احباب جماعت عزیز کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمدؐ صادق لاہور

(۲) میری پوتیوں کے سالانہ امتحان میں کامیابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ نیز دونوں بہنیں بعارضہ بخار بیمار رہیں۔ صحت یابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ خاکسار محمدؐ اشرف احمدی حسین منزل مغلپورہ لاہور۔

(۳) میرے بڑے بھائی پر ایک مقدمہ دائر ہے۔ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں باعزت طور پر بری فرمائے۔ عبد المجید المعروف مجاہدی از لائل پور

قادیان سے ووکنگ مشن تک

(۲)

(از محترم چودھری فتح محمدؐ صاحب سیال ایم۔ اے)

سلسلہ کے لئے دیکھیں روزنامہ الفضل مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۶ء

قرآن شریف کے درس کے وقت ہم پھر جمع ہوئے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولوی محمدؐ علی صاحب کو پھر مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ آپ تو کہتے تھے۔ فتح محمدؐ دس ہزار روپیہ مانگتا ہے۔ اب یہ چند صد روپیہ لیکر روانہ ہو رہا ہے۔ مطلب صاف تھا۔ کہ عملی رنگ میں آپ کی رپورٹ غلط ثابت ہوگئی ہے۔ حضور رضؓ اپنے اس قول کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ "یا تم جھوٹ بولتے ہو۔ یا مولوی محمدؐ علی جھوٹ بولتا ہے۔" اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ "تم بھی کچھ دے دو۔ اور ثواب میں شامل ہو جاؤ۔" انہوں نے اپنے خاص انداز میں مسکرا کر کہا۔ کہ میں بھی صدر انجمن کی طرف سے کچھ دے دوں گا۔ اور مجھے صبح دفتر میں آنے کے لئے کہا۔ میں حاضر ہوا اور یہ معلوم کرکے کہ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے ۱۲۵ روپے دیئے ہیں۔ انہوں نے مجھے باخذ رسید ۱۲۵ روپے دیئے۔ میرا خیال تھا۔ کہ کم از کم پانصد کی رقم دیں گے۔ تاکہ انصار اللہ کے عطیہ کے برابر ہو جائے۔ لیکن مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ میر صاحب جماعت سے چندہ کرتے ہیں۔ اور صدر انجمن احمدیہ بھی جماعت سے چندہ کرتی ہے۔ اس شق میں ہم دونوں برابر ہیں۔ اس لئے میں ۱۲۵ روپے دوں گا۔ صوفیاء کی سنت کے مطابق میں نے وہ رقم قبول کرلی۔ میں نے کوئی نئے کپڑے نہیں بنوائے۔ ڈیڑھ صد روپیہ کی کتب خریدیں۔ جن میں بخاری شریف اور صحیح مسلم شامل تھیں۔ اور تھرڈ کلاس میں سوار ہو کر بمبئی پہنچ گیا۔ اور سیٹھ محمدؐ اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی مدد سے ایک اٹالین جہاز کی ڈیک پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جولائی ۱۹۱۳ء میں لنڈن پہنچ گیا۔ مکرم خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ ۴ یا ۵ دن کے بعد واپس آئے۔ اور میرے سامنے ہندوستان سے آئی ہوئی ڈاک پڑھنی شروع کردی۔ ایک خط بہت غور سے پڑھا۔ اور مجھے کہا کہ یہ خط مولوی محمدؐ علی صاحب کا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ تم میاں محمود احمدؐ صاحب کے خاص آدمی ہو۔ اور کہ انہوں نے تم کو میری جاسوسی کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ یہ کیا بات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ بات غلط ہے۔ اور بالکل غلط الزام ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کی مدد کے لئے اور تبلیغ اسلام کے لئے آیا ہوں۔ مجھے میری درخواست پر حضرت میاں صاحب نے رقم دی۔ اور اس کی وجہ بھی مولوی محمدؐ علی صاحب کی طرف سے متعدد دفعہ مدد کرنے سے صاف انکار تھا۔ اگر صدر انجمن کی طرف سے ایک ہزار روپیہ بھی مل جاتا۔ تو مجھے ایسی ضرورت پیش نہ آتی۔

ضمنی طور پر میں یہ بھی عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ میری خوشدامن حفصہ رضؓ بنت حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مفتی فضل الرحمنؓ صاحب رضؓ نے مجھے کہہ دیا تھا۔ کہ تمہاری بیوی اور بچے کے تمام اخراجات کے متعلق ہم خود کفیل ہوں گے۔ اور میں نے اپنی بیوی ہاجرہ بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہہ دیا تھا۔ کہ کسی کی امداد نہیں لینی۔ اور اگر کوئی پیش بھی کرے۔ تو انکار کر دینا۔

دوسرا مجھے اس زمانہ میں دو مبشر خواب آئے۔ اول یہ تھا۔ کہ میں ہندوستان سے ایک جہاز پر سوار ہوا ہوں۔ اور میرے ساتھ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم ہیں۔ اور ہم دونوں مختلف ممالک کی سیر کرنے کے بعد پھر بخیریت واپس ہندوستان آگئے ہیں۔ چونکہ تعبیر نام سے ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ شدید خطرات کے باوجود میں انشاء اللہ زندہ واپس قادیان پہنچ جاؤں گا۔

دوسرا خواب یہ تھا۔ کہ میں کسی کشتی پر سوار ہوں۔ اور ساحل انگلستان پر اترا ہوں اور میں ساحل سے اونچی جگہ پر گیا ہوں۔ تو تمام انگلستان میں سخت زلزلہ آیا ہے۔ اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ہے۔ اور خسف فی الارض سے بہت مخلوق ہلاک ہوگئی۔ مجھ پر سخت دہشت طاری ہوتی ہے۔ اور سخت حیرت اور وحشت کی حالت میں دل میں کہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو مجھ پر القاء ہوتا ہے۔ کہ صرف وہی لوگ نجات پائیں گے۔ جو یا تو خود مسلمان ہو جائیں گے۔ یا ان کی اولاد مسلمان ہونے والی ہے۔

اس جملہ معترضہ کے بعد میں اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہم جلدی ووکنگ چلے گئے۔ اور میں نے حضرت خلیفہ اول رضؓ کی خدمت میں مولوی محمدؐ علی صاحب کے خط کے متعلق لکھ دیا۔ کہ انہوں نے خواجہ صاحب کو ایسا خط لکھا ہے۔ اس کا مجھے حضور کی طرف سے جواب آیا۔ کہ مولوی محمدؐ علی صاحب ایسے خط کی تحریر کی نسبت قطعی طور پر انکار کرتے ہیں۔ میں نے وہ خط خواجہ صاحب کو دکھلا دیا۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی لکھ دیا۔ کہ میں نے خط پڑھا تو نہیں۔ جو خواجہ صاحب نے فرمایا تھا۔ وہ میں نے حضور کی خدمت میں لکھ دیا تھا۔ اب یہ دونوں صاحب آپس میں فیصلہ کرلیں۔

ووکنگ میں جو واقعات ہوئے۔ وہ متعدد دفعہ پریس میں آچکے ہیں۔ ووکنگ میں خواجہ صاحب مرحوم نے مجھے سختی سے منع کر دیا۔ کہ تبلیغ کے وقت یا عام گفتگو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہرگز نہیں لینا۔ اس اختلاف کی بنا پر میں ووکنگ سے فوکسٹن چلا گیا۔ اور وہاں جاکر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی خدمت میں لکھا۔ کہ ان حالات کے ماتحت کیا کیا جائے۔ حضور کا حکم ملا۔ فوراً ووکنگ واپس چلے آؤ۔ اور تبلیغ میں جب موقع آئے تو حضورؑ کا نام ضرور لیں۔ تبلیغ کے لئے میں نے آپ کو بھیجا ہے، باقی امور میں آپ خواجہ صاحب کی اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ امیر ہیں۔ اس پر میں پھر ووکنگ واپس آگیا۔ اور حضرت خلیفہ اول رضؓ کے حسب منشاء تبلیغ کرتا رہا۔ چنانچہ خواجہ صاحب کے منشاء کے خلاف پبلک کے لئے میں نے ہی مسجد ووکنگ کا افتتاح کیا۔ اور سب سے پہلا پبلک لیکچر مسجد ووکنگ میں میں نے دیا۔ جس کا اعتراف خواجہ صاحب مرحوم نے اسلامک ریویو میں کیا۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ اور بیعت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی "تار" مولوی شیر علی صاحب رضؓ کی طرف سے آئی۔ تو میں نے وہ خواجہ صاحب کو دکھلائی۔ تو خواجہ صاحب نے کہا۔ کہ جماعت میں اختلاف ہوا ہے۔ اگر جماعت کے اتفاق سے بیعت ہوتی تو تار میرے نام ہوتا۔ اور غالباً مولوی محمدؐ علی صاحب کی طرف سے ہوتا۔

اس کے چند دن بعد خواجہ کمال الدین صاحب رضؓ نے کہا۔ کہ میں نے ایک منذر خواب دیکھا ہے۔ کہ میں ایک پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں۔ تو نصف منزل پر جاکر ایک دلدل آگئی ہے۔ اور میں اس میں پھنس گیا ہوں۔ اور دلدل نے مجھے نیچے جذب کرنا اور کھینچنا شروع کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ میں ناف تک دلدل میں دھنس گیا ہوں اور اتنے میں اوپر سے ایک وزنی پتھر آیا جو میرے سر پر پڑا ہے اور میں دلدل میں بالکل غرق ہو گیا ہوں۔ اس دہشت میں ڈر کر بیدار ہو گیا اور میں نے ابھی نیچے آکر قرآن مجید سے فال نکالی ہے تو یہ آیت نکلی ہے ومن یحی العظام وھی رمیم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت آنے والی ہے لیکن میرا انجام بخیر ہوگا۔ فال کا معاملہ تو مشتبہ ہے لیکن میری رائے میں خواب صاف تھا۔ پہاڑ پر چڑھنا روحانی ترقی کی طرف اشارہ ہے جب خواجہ صاحب نے خلافت کا انکار کیا تو ترقی رک گئی۔ اس زمانہ میں مجھے بھی بیداری میں صبح کے وقت ایک کشف ہوا۔ غلام حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن محمدؐ یوسف صاحب ساکن مردان میرے دوست اور کلاس فیلو تھے۔ ان کو میں نے دیکھا کہ وہ میرے سامنے کھڑے ہیں اور چار دفعہ اللہ اکبر کہتے ہیں اور بازو بلند کرکے انگلی سے اشارہ کرتے ہیں کہ پشاور سے لیکر مدراس تک سب بیعت کریں گے۔ یہ خواب میں نے خواجہ صاحب کو سنا دیا تھا۔ اس کے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حکم کے ماتحت لنڈن چلا گیا اور وہاں جاکر علیحدہ احمدیہ مشن قائم کیا۔ اس سے قبل مکرم خواجہ صاحب مرحوم مجھے کہہ چکے تھے کہ تم ہندوستان چلے جاؤ ہم مل کر کام نہیں کر سکتے۔ واپسی کا کرایہ میں ادا کر دیتا ہوں۔ تمہارے والد میرے دوست ہیں میں ان سے رقم وصول کر لوں گا۔

میری رائے میں خواجہ صاحب مرحوم سے جو غلطی ہوئی اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ خلافت سے تعلق نہیں تھا۔ اس لئے مسجد ووکنگ کے حصول کے لئے ان کو زبانی یا تحریری کمیٹی لنڈن کو وعدہ دینا پڑا کہ وہ اپنی تبلیغ میں فرقہ وارانہ امور کا ذکر نہیں کریں گے جس کا مطلب یہ تھا کہ احمدیت کا ذکر نہیں کریں گے۔ میں نے اتنی زمین اور اس سے بڑا چار منزلہ مکان فری ہولڈ لنڈن میں ۲۲۰۰ پونڈ میں خریدا اور اللہ تعالیٰ نے بعد میں مسجد بنانے کی توفیق بھی عطا کی لیکن اہل پیغام کا مشن ابھی مستعار مسجد میں ہے اور کمیٹی ووکنگ جس وقت چاہے یہ مسجد ان سے واپس لے سکتی ہے اور اپنے معاہدہ کے ماتحت وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس جگہ بحیثیت مجدد بھی پیش نہیں کر سکتے جو ان کا اپنا مذہب ہے اور نہ انہوں نے کبھی پیش کیا ہے (حضرت یعقوب علیہ السلام کے بھائی کی طرح دال کی ایک ہانڈی کے بدلہ نبوت فروخت کر دی تھی)۔ ان الارض للّٰہ یورثھا من یشاء۔

(خالد)

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کی مختصر روئیداد

پہلا اجلاس منعقدہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۶ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی افتتاحی تقریر اور پرسوز اجتماعی دعا کے بعد جماعت احمدیہ پاکستان کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کا پہلا اجلاس صوبائی امیر مکرم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ کی صدارت میں شروع ہوا۔

سب سے پہلے حضرت مرزا شریف احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد نے ذکرِ حبیب کے موضوع پر نہایت ایمان افروز تقریر ارشاد فرمائی۔ حضرت میاں صاحب موصوف کی یہ تقریر مفصل طور پر اسی اخبار میں دوسرے صفحات پر درج ہے۔

صفاتِ باری تعالیٰ روشنی کا مبداء

صفاتِ باری تعالیٰ روشنی کا مبداء: بعدہٗ محترم صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) نے صفاتِ باری تعالیٰ کے موضوع پر ایک نہایت عالمانہ تقریر ارشاد فرمائی۔ آپ نے اس امر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ صفاتِ باری تعالیٰ کا علم حاصل کرنا کیوں ضروری ہے واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت حاصل کرنا ہی تمام روشنی کا مبداء ہے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا علم باخدا بننے کے لئے ہی نہیں بلکہ با اخلاق انسان بننے کے لئے بھی ضروری ہے۔ اس ضمن میں آپ نے من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی واضل سبیلا کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ خدا کے دیکھنے کی آنکھیں اور اس کے دریافت کرنے کے حواس اسی جہان سے ملتے ہیں۔ یہ آنکھیں اور یہ حواس جس کو اس جہان میں میسر نہیں آسکے۔ دوسرے جہان میں بھی وہ ان سے محروم رہے گا۔ اور وہی لوگ قیامت کے دن خدا کو دیکھ سکیں گے۔ جو یہاں سے ہی دیکھنے والے حواس ساتھ لے جائیں گے۔ پس خدا کو جیسا کہ وہ ہے۔ بغیر کسی غلطی کے پہچاننا اور اسی دنیا میں سچے اور صحیح طور پر اس کی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کرنا دنیا اور آخرت میں نجات کے لئے ضروری ہے۔ اس کے بغیر انسان نہ دنیا میں حقیقی فوز و فلاح حاصل کر سکتا ہے۔ اور نہ آخرت میں اسے کامیابی و کامرانی میسر آسکتی ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے متعدد حوالے پیش کر کے بتایا کہ محض قیاسی طور پر خدا کے وجود کے قائل ہونے سے سچی پاکیزگی اور خدا ترسی کا کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی حقیقی معرفت حاصل کرنے کے بعد خدا کی جلالی تجلیات کے نیچے زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کی شیطنت مر جاتی ہے۔ اور اس کے سانپ کا سر کچلا جاتا ہے۔ اور اسے فی الواقعہ پاک زندگی مل جاتی ہے۔

با اخلاق بننے کے لئے خدا تعالیٰ کی صفات کی معرفت حاصل کرنے کی اہمیت واضح کرتے ہوئے آپ نے بتایا۔ کہ خلق کی اصل اور حقیقی تعریف یہی ہے۔ کہ انسان خدا تعالیٰ کی کامل اور بے عیب ذات کی صفات سے مشابہت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اسی لئے قرآن مجید میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی۔ کہ تخلقوا باخلاق اللہ

صفات کی اقسام: اس کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ کی صفات پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات دو قسم کی ہیں۔ اول ذاتی یا تنزیہی صفات۔ دوم اضافی یا تشبیہی صفات۔ حقیقی توحید پر قائم ہونے کے لئے صفات باری تعالیٰ کی ان دونوں قسموں کی صحیح معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذاتی یا تنزیہی صفات وہ صفات ہیں۔ جن سے خدا تعالیٰ کا تمام مخلوقات سے وراء الورا ہونا اور سب سے برتر اور اعلیٰ ہونا لازم آتا ہے۔ تنزہ اور تقدس کا یہ مقام مخلوقیت سے دور اور بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ اور کوئی انسان نہ صرف یہ کہ تشبیہی رنگ میں بھی ان صفات کو اپنے میں پیدا نہیں کر سکتا۔ بلکہ ان کا صحیح ادراک بھی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں اس کو عرش کہتے ہیں۔ ورنہ عرش کوئی مخلوق چیز نہیں ہے۔ صرف وراء الوریٰ مرتبہ کا نام ہے۔ برخلاف اس کے بعض صفات ایسی ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ بندوں کے ساتھ اپنا قرب ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً اس کا خالق رازق رحیم و کریم اور تواب ہونا وغیرہ۔ یہ ایسی صفات ہیں کہ ان میں انسان ایک حد تک خدا تعالیٰ سے مشابہت اختیار کر سکتا ہے۔

حقیقی توحید کا قیام: آپ نے بتایا کہ صفات باری کی ان دونوں قسموں کی معرفت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے دو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف اس کی قدرت تامہ اور جلالِ ازلی ابدی کے منافی بات منسوب کر دی جاتی ہے۔ مثلاً ایثار کا مادہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صفت گو عاجز انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ لیکن خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ نہ تو وہ انسان کی طرح تواضع اور تذلل کی راہ سے ترقی کا محتاج ہے۔ اور نہ وہ دوسروں کو کسی قسم کا آرام پہنچانے کے لئے اس بات کا محتاج ہے۔ کہ اپنے تئیں مصیبت میں ڈالے۔ کیونکہ یہ بات قدرتِ تامہ اور جلال ازلی ابدی کے منافی ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کا علم حاصل نہ ہونے کی وجہ سے دوسری خرابی یہ پیدا ہوتی ہے۔ کہ بعض تشبیہی صفات کی وجہ سے جو ناقص طور پر انسان میں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ مخلوق پرستی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور لوگ بعض انسانوں یا اور مخلوق چیزوں میں ان صفات کی خفیف سی جھلک دیکھ کر ان کو ہی خدا تصور کرنے لگتے ہیں۔ اور ان کی پرستش شروع کر دیتے ہیں جس طرح عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کو خدا کا درجہ دے دیا۔ الغرض ناقص صفات کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے اور اسی طرح خود ناقص مخلوق کو خدا کا درجہ دینے سے بچنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ صفات باری کی مذکورہ بالا دونوں قسموں کا علم انسان کو حاصل ہو۔ اس کے بغیر انسان حقیقی توحید پر قائم نہیں ہو سکتا۔ اور کامل موحد نہیں بن سکتا۔

غیر محدود صفات کا غیر محدود جلوہ: اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے خدا تعالیٰ کی صفات کا کاملہ و تامہ ہونا۔ اس کی ذات و صفات کا غیر محدود اور ازلی و ابدی ہونا اور پھر ان کاملہ و تامہ غیر محدود اور ازلی ابدی صفات کا ایک نہج اور قانون کے مطابق "غیر محدود طور پر جلوہ گر ہونا واضح کیا۔ اور قرآن مجید احادیث نبوی اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے پیش کر کر کے بتایا۔ کہ ایک فلسفی کی طرح محض قیاسی طور پر خدا کے وجود کا قائل ہونا کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔ ضروری ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی حقیقی معرفت حاصل کی جائے۔ تا براہِ راست آسمان سے خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو۔ اور جس کی برکت سے حقیقی طور پر پاک زندگی حاصل کی جا سکے۔ آپ نے فرمایا۔ فلسفیانہ قیاس آرائیاں بے معنی ہیں۔ اصل چیز یہ ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات کے صحیح عرفان کے لحاظ سے ماں باپ سے بھی زیادہ پہچاننے والے اور محبت کرنے والے ہوں۔ اور ہر آن ہمیں یوں محسوس ہوتا ہو۔ کہ گویا ہم اس کی گود میں ہیں۔ جب تک ہم اس کی گود میں ہیں۔ کوئی خوف اور کوئی حزن ہمارے قریب نہیں پھٹک سکتا۔ اور بڑے سے بڑا خطرہ بھی ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ اگر خدانخواستہ ہماری اپنی کوتاہی اور غفلت کی وجہ سے وہ ہمیں گود میں سے اتار دے۔ تو پھر ہمیں کوئی بھی نہ بچا سکے گا۔ طاقت کا اصل خزانہ عافیت کا اصل حصار اور حفاظت کا واحد ذریعہ ازلی ابدی خدا کی ذات ہے۔ جو ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی تقریر کے بعد جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس پونے بارہ بجے ظہر کے قریب نماز ظہر و عصر کے لئے ملتوی ہو گیا۔

پتہ مطلوب ہے

چوہدری غلام احمد صاحب نائب تحصیلدار ضلع سرگودھا کے موجودہ ایڈریس کی دفتر وصیت کو ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کو ان کے ایڈریس کا علم ہو یا خود اعلان کو پڑھیں۔ تو دفتر ہذا کو مکمل ایڈریس کا پتہ دے کر مشکور فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

اعلان نکاح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت قصر خلافت میں ۲۹ دسمبر ۱۹۵۶ء کو بوقت قریباً نو بجے صبح میرے نواسے عزیزم حسن عمر خلف الرشید ڈاکٹر عمر صاحب پی۔ ایم۔ ایس کا نکاح ان کے چچا ڈاکٹر محمد زبیر صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کراچی کی صاحبزادی عزیزہ زاہرہ خانم کے ساتھ بالعوض مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پڑھا۔ اور لمبی دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر دو خاندان اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے بابرکت کرے۔

خاکسار عبد الحمید ریٹائرڈ اوورسیئر ملاہور حال ربوہ

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ کی مطبوعات کی قیمتوں میں جلسہ سالانہ پر خاص رعایت

(۱) تذکرہ۔ مجموعہ الہامات و رؤیا و کشوف مسیح موعود علیہ السلام ساڑھے بارہ روپے کی بجائے گیارہ روپے۔

(۲) سیٹ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو اس سال طبع ہوئیں۔ ضرورۃ الامام۔ نشان آسمانی۔ آسمانی فیصلہ۔ راز حقیقت۔ دافع البلاء۔ تحفۃ الندوۃ۔ ستارہ قیصرہ۔ تحفہ قیصرہ۔ کشف الغطاء۔ اصل قیمت تین روپے رعایتی اڑھائی روپے۔

(۳) حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ کی کتب کے چار سیٹ

سیٹ ۱۔ دعوۃ الامیر۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز۔ مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامیہ نظریہ۔ نبیوں کا سردار۔ سیرت خیر الرسل۔ اصل قیمت دس روپے۔ رعایتی ساڑھے آٹھ روپے

سیٹ ۲۔ سیر روحانی جلد اول و جلد دوم جلسہ سالانہ کی چھ تقریروں کا مجموعہ۔ مجلّد۔ اصل قیمت آٹھ روپیہ رعایتی سات روپے

سیٹ ۳۔ تقدیر الٰہی۔ تعلق باللہ۔ ذکر الٰہی۔ منہاج الطالبین۔ نجات۔ ملائکۃ اللہ۔ منصب خلافت۔ حقیقۃ الرؤیا۔ مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے۔ دنیا کا محسن۔ اصل قیمت سوا دس روپے رعایتی نو روپے

سیٹ ۴۔ تحفۃ الملوک۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ اصل قیمت سوا چار روپے رعایتی چار روپے۔

تفسیر کبیر جلد اول جزو اول جنہوں نے نہیں خریدی فوراً خرید لیں۔ ہدیہ سات روپے اور جلد ۲ جزو چہارم سوا چار روپے مجلّد

یہ رعایت ۵ جنوری تک ہوگی۔

(جلال الدین شمس)
چیئرمین الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ

اعلانات نکاح

(۱) مورخہ ۲۱/۱۲/۵۶ بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عزیزم سردار عبد الشکور صاحب ابن برادرم ڈاکٹر سردار احسان علی صاحب لاہور کا نکاح عزیزہ شاہدہ بنت برادرم سردار عبد الرحمٰن صاحب کنری سندھ کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر طرح بابرکت بنائے ۔۔۔۔ اس خوشی میں سردار صاحب موصوف نے پانچ روپیہ بطور اعانت الفضل عطا فرمائے ہیں۔ آمین۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ مینیجر الفضل

(۲) مورخہ ۲۲/۱۲/۵۶ بروز ہفتہ رشیدہ بیگم صاحبہ بنت چوہدری شریف احمد صاحب کا نکاح سید علی حسن شاہ صاحب کے ہمراہ مبلغ -/۳۰۰۰ (تین ہزار روپیہ) مہر کے عوض مکرم جناب مرزا عبد الحق صاحب امیر صوبائی نے پڑھا۔ احباب دعا فرما دیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے جانبین کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین

خاکسار حافظ مسعود احمد

ضروری اعلان

اس سہ ماہی کے لئے کتاب "احادیث اخلاق" مقرر کی گئی ہے۔ خدام دفتر مرکزیہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

(مہتمم شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

اسلام احمدیت

اور دوسرے مذاہب کے متعلق

سوال و جواب

انگریزی میں

—— کارڈ آنے پر ——

مفت

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

نواب شاہ سندھ میں چند کاروباری تجربہ رکھنے والوں کی ضرورت

خاص طور پر اکاؤنٹ جاننے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ تنخواہ قابلیت اور تجربہ کے مطابق ہوگی۔ درخواست کے ہمراہ جماعت کے پریذیڈنٹ کی تصدیق بھیجنی ضروری ہے۔ زیادہ عمر کے آدمی بھی درخواست دے سکتے ہیں۔

درخواستیں پندرہ ۱۵ جنوری ۵۶ء سے پہلے آنی چاہئیں۔

میسرز چوہدری محمد علی۔ محمد حیات سوئی بازار نواب شاہ سندھ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

پیام نور

تلی اور جگر کا بڑھ جانا۔ ضعف جگر یرقان۔ ضعف ہضم۔ دائمی قبض۔ خرابی خون پھوڑا۔ پھنسی۔ نقرس۔ چھائیں۔ درد کمر۔ جوڑوں کا درد۔ ریحی درد۔ دل کی دھڑکن۔ کثرت پیشاب کو دور کر کے اعصاب کو طاقتور بناتا ہے اور قوت بخشتا ہے۔ قیمت فی بوتل یا پیکٹ چار روپے۔ فہرست ادویہ مفت طلب فرمائیں

ناصر دواخانہ گول بازار ربوہ

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینیجر الفضل)